رئیس احمد جعفری

الندوہ

جب کبھی اردو زبان کے صحائف اور مجلات کی تاریخ لکھی جائے گی، ان میں سرفہرست الندوہ کا نام ہوگا۔ اس رسالہ نے ہماری زبان کے علمی سرمایہ میں غیر معمولی اضافہ کیا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اردو زبان کو علمی مرتبہ پر فائز کرنے میں الندوہ کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔

آج سے پچاس سال قبل لکھنؤ سے علامہ شبلی اور مولانا حبیب الرحمٰن خاں کی مشترک ادارت میں یہ رسالہ جاری ہوا۔ یہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کا آرگن تھا۔ ندوہ ایک انقلابی تحریک کا مبلغ اور منادی تھا۔ اس انقلابی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ عربی نصاب میں اصلاح کی جائے۔ علماء کو علوم جدیدہ سے آشنا کیا جائے۔ علماء کا علم صرف درسی اور نصابی کتابوں تک محدود نہ ہو بلکہ تاریخ، سیرت، تفسیر، مغازی، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، صرف، نحو، فصاحت، بلاغت اور دوسرے علوم و فنون پر انہیں مجتہدانہ دسترس حاصل ہو۔ منطق اور فلسفہ کی فرسودہ، از کار رفتہ اور ناکارہ کتابوں کو نصاب سے خارج کر دیا جائے۔ اور ان کے بجائے علوم عصری کا اضافہ کیا جائے۔ قرآن، تفسیر، اور حدیث کے فنون و علوم پر زیادہ توجہ کی جائے تاکہ جو طلباء عربی مدارس سے سند فراغ لے کر نکلیں وہ قوم پر بوجھ نہ ہوں بلکہ اس کی رہنمائی کر سکیں اپنی روزی خود کمائیں اور قوم کو اس سیل رواں کی زد سے بچالیں جو مغرب سے الحاد، زندقہ، اور بے دینی کی صورت میں چلا آرہا تھا۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک علماء عصر حاضر کے فتنوں کا مقابلہ عصر حاضر کے اسلحہ سے کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ اس مقصد کو جلد از جلد حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تاسیس عمل میں آئی۔ الندوہ اسی کا ترجمان تھا۔

جس زمانہ میں الندوہ جاری ہوا ملک کے مختلف گوشوں سے رسائل نکل رہے تھے۔ ان میں ایسے رسائل بھی تھے جو غیر زبانوں کے منتخب مقالات و مضامین کے ترجمے شائع کرتے تھے۔ کچھ ایسے تھے جو قسط وار ناولیں خواہ طبعزاد یا مترجم، شائع کرتے تھے۔ ایسے رسالے

اور امداد کرنا بہت ضروری قرار دیا گیا۔ انڈونیشی عوام اور رہنماؤں پر اس کا شدید ردعمل ہوا کیونکہ ولندیزیوں کی یہ پالیسی اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑی خطرناک تھی نیز اس سے سارے ملک میں مذہبی اختلاف و انتشار پھیل جانے کا اندیشہ تھا۔

عوام کا ہر جہتی استحصال ولندیزیوں نے انڈونیشیا میں اپنے سیاسی اور معاشی مفاد کے تحفظ کے لئے جو سامراجی پالیسی اختیار کی وہ اہل ملک کے لئے انتہائی تباہ کن تھی۔ اس کی وجہ سے ہر شعبۂ حیات پر ولندیزیوں کا اقتدار مسلط ہوگیا اور عوام ہر قسم کے حقوق سے محروم ہوکر ولندیزی مظالم اور چیرہ دستیوں کا شکار ہوئے۔ دیسی حکمران ولندیزیوں کے تو محکوم بن گئے لیکن عوام پر ان کی گرفت بہت مضبوط ہو گئی۔ نئے امرا اور عہدہ داروں کی سرپرستی سے عوام کا استحصال کرنے والا ایک اور بااثر طبقہ پیدا ہوگیا۔ ولندیزی اور چینی تاجروں کی اجارہ داریوں نے اہل ملک پر تجارت کے دروازے بند کر دیئے اور ان کی معاشی حالت بگاڑ دی۔ جبری کاشت کے طریقے نے عام افلاس پیدا کر دیا کاشت کاروں کی حالت زرعی غلاموں سے بدتر ہوگئی۔ اور دیسی معاشری نظام کی جڑیں کٹنے لگیں تعلیمی پالیسی نے انڈونیشیوں پر تعلیم اور ملازمتیں حاصل کرنے کے دروازے بند کر دیئے سیاسی اغراض کی بنا پر عیسائیت کی جبری اشاعت نے مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کو ختم کر کے شدید کشمکش اور اختلافات پیدا کر دیئے۔ ولندیزیوں نے اہل ملک کو شدید مصائب و مشکلات میں مبتلا کر دیا تھا اور انڈونیشی محبان وطن یہ محسوس کرنے لگے کہ ولندیزیوں کی ہوس ملک گیری اور سامراجی مفاد و مقاصد ان کے ملک و ملت کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ اور اس احساس کا نتیجہ ایسی مفاومتی تحریکوں کی شکل میں نکلا جن میں انڈونیشی عوام کے دل کی دھڑکن موجود تھی۔

تاریخ جمہوریت مصنفہ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونان قدیم سے لے کر عہدِ انقلاب اور دورِ حاضر تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت وارتقاء، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کشمکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔

صفحات ۵۰۶ ۔ قیمت ۸ روپے

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور

میں مداخلت نہیں کی۔ کسی کے قومی مراسم اور شعائر پر پابندی نہیں عائد کی۔ کسی کے مذہبی رہنماؤں کی توہین نہیں کی۔ ان کی عبادت گاہیں قائم رکھیں۔ ان کے راہبوں اور اسقفوں کا احترام کیا۔ انہوں نے علم و فنون بھی ایجاد کیے۔ اور مردہ علوم و فنون کو زندہ بھی کیا۔ فنونِ لطیفہ میں اختراعیں کیں۔ مصوری، خطاطی، نقاشی اور دوسرے متعلقہ علوم ایجاد کیے۔ انہوں نے دنیا کی راحت اور آسائش کے لیے ان گنت چیزیں بنائیں۔ جب تک اپنی کوتاہیوں کے باعث یہ روبہ زوال نہیں ہوئے ان کا ہر قدم ترقی، عروج اور ارتقاء کی طرف اٹھتا رہا۔

مسلمان جو مغربی علوم اور مغربی تاریخ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھے الندوہ کی اس صدا پر چونکے۔ ندوہ کے پیغام نے ان میں ایک طرح کی ہلچل پیدا کر دی۔ ایسا معلوم ہوا وہ ایک خوابِ خرگوش میں مبتلا تھے۔ اس صدا نے انہیں ہوشیار کر دیا۔ وہ اپنے ماضی سے شرماتے تھے۔ اب اس پر فخر کرنے لگے۔ وہ اپنے علوم و فنون، ایجادات اور اختراعات سے ناواقف تھے۔ اب ان کی وقعت کرنے لگے۔ تہذیب عصر اور دانشِ حاضر نے ان کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اب انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ اور وہ اپنی تاریخ، اپنے ماضی، اور اپنے کارناموں سے دلچسپی لینے لگے۔ بہت جلد الندوہ نے ایک نئی پود پیدا کر دی۔ یہ اس پود سے بالکل مختلف تھی جس نے اپنے دماغ اور اپنی فہم و خرد کو رہن غیر کر دیا تھا۔ جسے اپنے اندر، اپنے اسلاف کے اندر، اپنے علمی ذخائر کے اندر، کوئی خوبی نظر نہیں آتی تھی۔ جو بیتابی کے ساتھ مغربی دنیا کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور اسے اپنا امام اور پیشوا بنانے پر مصر تھی۔ جس کے نزدیک علم، تہذیب اور دانش کی پونجی صرف مغرب کے پاس تھی۔

اردو زبان پر الندوہ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ علمی اصطلاحات، علمی پیرایۂ بیان اور علمی الفاظ و تراکیب سے اس کا دامن مالامال کر دیا۔ الندوہ کے زمانہ میں یہ چیزیں بالکل نئی تھیں۔ لیکن یہی نئی چیزیں آگے چل کر اس زبان کے فروغ و استحکام کا سبب بن گئیں۔ جس زبان کا سرمایہ زیادہ تر شعر و شاعری اور افسانوں پر مشتمل تھا، اس میں ایک علمی زبان کا وقار پیدا کرنا۔ اس کے پیرایۂ بیان میں عالمانہ متانت اور سنجیدگی کو سمو دینا اور وہ بھی اس طرح کہ نہ الفاظ ثقیل ہوں، نہ تراکیب و اصطلاحات گراں بار، الندوہ کا بڑا وقیع کارنامہ ہے۔

الندوہ کے مقالات و مضامین کا اگر مجموعہ تیار کیا جائے تو مختلف علوم و فنون پر مشتمل کئی ضخیم جلدیں شایع ہو سکتی ہیں۔ تفسیر، حدیث، سوانح، تاریخ، علوم قدیمہ و جدیدہ، نقد و شعر، ادب اور دوسرے

بھی تھے جو ادب اور لٹریچر کے لیے وقف تھے۔ اور ایسے بھی جو تفریحی اور مزاحیہ مضامین شائع کیا کرتے تھے۔ اور ایسے رسالے تو بہت زیادہ تھے جو شعر و شاعری کو اپنائے ہوئے تھے۔ یہ رسالے ایک مصرعۂ طرح دے کر ملک کے سخنورانِ نازک خیال کو طبع آزمائی کی دعوت دیتے تھے اور پھر طرحی غزلیں مرتب کر کے "گلدستہ" کی صورت میں ہر ماہ شائع کیا کرتے تھے۔ انہیں لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے اور گھر بیٹھے مشاعرہ کا لطف حاصل کرتے تھے۔

اس فضا میں الندوہ کو شائع کرنا ایک بہت بڑا انقلابی اقدام تھا۔ یہ رسالہ مذاقِ عام کی پیروی میں نہیں نکلا تھا۔ بلکہ مذاقِ عام کی اصلاح اس کے پیشِ نظر تھی۔ اس نے گل و بلبل کا افسانہ نہیں سنایا۔ لیلیٰ مجنوں کی کہانیاں پیش نہیں کیں۔ عشق و ہوس کی داستانیں نہیں چھیڑیں۔ بے شک اس نے افسانے سنائے۔ کہانیاں پیش کیں۔ داستانیں چھیڑیں۔ لیکن ہوا و ہوس کی نہیں۔ حق و صداقت کی۔ اس نے مسلمانوں کو ان کے ماضی سے روشناس کیا۔ وہ ماضی جس کی جلالت و شان کے دشمن بھی قصیدہ خواں تھے اس نے مسلمانوں کے سامنے ان کی صحیح تاریخ پیش کی جو نذرِ تغافل ہو چکی تھی اور جسے حریفِ شاطر کی چرب زبانی نے ایک بھولا ہوا افسانہ بنا دیا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو بتایا کہ وہ مسلمان تھے جنہوں نے دنیا کے سیہ خانے میں علم کی شمع روشن کی۔ جنہوں نے دنیا کے جہالت کدے میں علم کا پیغام سنایا۔ جنہوں نے علوم فنون ایجاد کیے۔ جنہوں نے تجربہ اور مشاہدے کے لیے دنیا کے چپہ چپہ اور گوشہ گوشہ کا سفر کیا۔ ہر طرح کے نامساعد، حوصلہ شکن اور روح فرسا حالات میں ہر جگہ پہنچے، دیکھا، پرکھا، جانچا اور دنیا کے سامنے اپنا ذخیرۂ معلومات رکھ دیا۔ آج کی ترقی یافتہ دنیا کچھ نہ ہوتی اگر امتِ مسلمہ نے اس کی رہنمائی نہ کی ہوتی اور ہر گوشۂ حیات میں اپنے اپنے نقشِ قدم نہ چھوڑے ہوتے۔ یہ قوم جس حیثیت سے بھی دنیا کے سامنے آئی اپنے نہ مٹنے والے نقوش چھوڑ گئی۔ میدانِ جنگ میں اس کی شجاعت اور دلیری نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیے۔ لیکن اس شجاع اور دلیر قوم کے سپاہیوں نے کبھی میدانِ جنگ میں بھی کمزور کو ستایا نہیں۔ بھاگتے ہوئے کا پیچھا نہیں کیا۔ امان طلب کرنے والے کی گردن نہیں کاٹی۔ اس قوم کے سورما فاتح اور کشورکشا کی حیثیت سے دوسرے ملکوں میں داخل ہوئے۔ ان کے عدل و انصاف، رواداری اور انسانیت دوستی، رحم و مروّت احسان و کرم، اور جود و سخا نے دشمنوں کے دل موہ لیے۔ ان کشورکشاؤں نے کسی کے مذہب